Fikr-o-Nasar (Islamabad) 44:1 (2006)

فکر و نظر............ اسلام آباد جلد: ۴۴ شمارہ: ۱

برصغیر کے چند جیّد حنفی علماء کی کتب فتاویٰ

(اجمالی تعارف)

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس*

عربی زبان میں فتویٰ اور فتیا، افتاء سے ماخوذ ہے جس کے معنی اظہار و بیان اور رائے دہندگی کے ہیں۔ افتاء کے معنی فتویٰ دینے اور استفتاء کے معنی فتویٰ طلب کرنے کے ہیں اور فتویٰ دینے والے کو مفتی کہا جاتا ہے۔''فتویٰ کی اصطلاحی تعریف کے سلسلہ میں اہل علم نے مختلف تعبیرات اختیار کی ہیں۔ بعض لوگوں نے فتویٰ کی وہی تعریف کی ہے جو اجتہاد کی ہے کیوں کہ متقدمین کے نزدیک افتاء اور مفتی سے مراد مجتہد ہوا کرتا تھا۔ اسی لیے بہت سے علماء اصول نے اجتہاد و تقلید کی بحث میں افتاء اور استفتاء کے احکام ذکر کیے ہیں۔ بعد کے فقہاء نے افتاء کی ایسی تعریف کی ہے جس میں بمقابلہ اجتہاد کے عموم پایا جاتا ہے۔ علامہ قرافی فرماتے ہیں۔

''الفتویٰ اخبار عن اللّٰہ تبارک و تعالیٰ فی الزام اواباحة'' (كتاب الفروق : ج ۴ ص ۵۳)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی امر کے لازم ہونے یا مباح ہونے کی خبر دینا فتویٰ ہے۔ علامہ بنانی رقمطراز ہیں:

الا خبار بالحكم من غير الزام .(حاشيه جمع الجوامع : ج ۲، ص:۳۹۷)

''لازم قرار دیئے بغیر کسی حکم کی بابت خبر دینے کو فتویٰ کہتے ہیں۔''

علامہ حصکفی کی عبارت سے ظاہر ہے کہ حکم کے بارے میں خبر دینے کا نام افتاء ہے۔

الا ان المفتى مخبر عن الحكم . (الدر المختار مع الرد: ج ۱، ص: ۱۷۶، مقدمه)

فتویٰ کی اصطلاحی تعریف کے سلسلہ میں چند باتیں ملحوظ رکھنی چاہئیں:

۱۔ مفتی کے فتویٰ کی حیثیت خبر و اطلاع کی ہوتی ہے۔ جیسے قاضی فریقین پر احکام کو لازم قرار دیتا ہے۔ مفتی مستفتی پر اپنی طرف سے کسی حکم کو لازم نہیں کرتا اور نہ وہ اس کا مجاز ہے۔

۲۔ فتویٰ حکم سے متعلق ایسی اطلاع کو کہتے ہیں جو کسی سوال کے جواب میں ہو۔ سوال و استفسار

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور

DMHL

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

کے بغیر اپنی طرف سے حکم شرعی کی جو رہنمائی کی جائے وہ وعظ و ارشاد ہے نہ کہ فتویٰ۔

☆ فتویٰ ایسے سوال کا جواب ہوتا ہے جو پیش آمدہ واقعات سے متعلق ہو، اگر کوئی واقعہ پیش نہیں آیا بلکہ اس کو فرض کر کے جواب دیا گیا تو یہ تعلیم ہے نہ کہ افتاء، اس طرح فتویٰ کی جامع تعریف ڈاکٹر شیخ حسین محمد ملاح کے الفاظ میں اس طرح ہو گی:

الاخبار بحکم اللّٰہ تعالیٰ عن الوقائع بدلیل شرعی لمن سأل عنه. (الفتویٰ نشاتها وتطورها: ج: ۱، ص: ۳۹۸)

''پیش آمدہ واقعات کے بارے میں دریافت کرنے والے کو دلیل شرعی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں خبر دینے کو فتویٰ کہتے ہیں۔''

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا متقدمین کے نزدیک فتویٰ خود اجتہاد سے عبارت تھا۔ چوتھی صدی ہجری کے بعد جب تقلید کا رواج عام ہوا اور مجتہدین مفقود ہو گئے تو جو لوگ فقہاء کی آراء و اقوال کو نقل کرتے تھے وہی لوگ مفتی کہلانے لگے۔ اصل میں اس عہد میں عام طور پر نقل فتاویٰ کا کام ہوتا تھا اور انہی کو مفتی کہا جاتا تھا۔ چنانچہ علامہ شامی، علامہ ابن ہمام کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

فاما غير المجتهد ممن يحفظ اقوال المجتهد فليس بمفتٍ، والواجب عليه اذا سئل أن يذكر قول المجتهد کالا مام علی وجه الحکاية، فعرف ان مايکون فی زماننا من فتویٰ الموجودين ليس بفتویٰ، بل هو نقل کلام المفتی ليا خذبه المستفتی. (الدر المختار مع الرد ج: اول، ص۱۶۸، مقدمه)

''غیر مجتہد جسے مجتہدین کے اقوال یاد ہوں وہ مجتہد نہیں ہے اور اس پر واجب ہے کہ جب سوال کیا جائے تو مجتہد کا قول ذکر کرے۔ جیسے بطور حکایت کے کہے کہ یہ فلاں امام کا قول ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ہمارے زمانہ میں موجودہ لوگ جو فتویٰ دیتے ہیں وہ درحقیقت فتویٰ نہیں ہے۔ بلکہ وہ مفتی کے اقوال کو نقل کرنا ہے تا کہ مستفتی اس پر عمل کریں۔''

غالبًا اسی پس منظر میں مولانا عمیم الاحسان مجددی نے فتویٰ کی تعریف اس طرح کی ہے:

تبيين الاحکام الصادرة عن الفقهاء فی الوقائع الجزئية. (ادب المفتی: ص: ۴)

''جزئی واقعات میں فقہاء سے منقول احکام کو بیان کرنے کا نام فتویٰ ہے۔''

الشیخ احمد رضا خاں نے لکھا ہے کہ فتویٰ حقیقی اور عرفی ہوتا ہے، فتویٰ حقیقی یہ ہے کہ دلیل تفصیلی

کی آشنائی کے ساتھ فتویٰ دیا جائے، ایسے ہی حضرات کو اصحاب فتویٰ کہا جاتا ہے اور اسی معنی میں یہ بولا جاتا ہے کہ فقیہ، ابو جعفر، فقیہ ابو اللیث اوران جیسے حضرات رحمہم اللہ نے فتویٰ دیا اور فتویٰ عرفی یہ ہے کہ اقوال امام کا علم رکھنے والا اس تفصیلی آشنائی کے بغیر ان کی تقلید کے طور پر کسی نہ جاننے والے کو بتائے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ فتاویٰ ابن نجیم، فتاوی غزی، مفتی کی اہمیت کیا ہے؟ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ فتویٰ دینے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے خود اپنی طرف کی ہے(۱) پھر یہ منصب پروردگار نے نبی رحمت ﷺ کو تفویض فرمایا(۲) اور بعد ازاں یہ ذمہ داری ہر عہد کے علماء و ارباب افتاء کے حصہ میں آئی۔ گویا مفتی شارع کے نائب کی حیثیت سے دینی معاملات میں لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اہل علم نے فتویٰ کی اہمیت، فتویٰ کا شرعی حکم، فتاویٰ نویسی کے اصول و قواعد، مفتی کی صفات جیسے مباحث پر قلم اٹھایا اس سے فتویٰ نویسی ایک باقاعدہ فن کی صورت میں سامنے آیا اور اس فن کو ''رسم المفتی'' کا نام دیا گیا۔(۳)

فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دینے والوں میں (وہ مرد ہو یاعورت) ایک عامی سے بالاتر ذاتی اور علمی دونوں اعتبارات سے امتیازی خصوصیات ہونی چاہئیں ذاتی سطح پر وہ ربط خالق، ربط خلق، اور ربط نفس کے تمام تقاضے پورے کرتا ہو۔علمی سطح پر شریعت کے بنیادی مصادر سے آگاہ ہو، اپنے مذہب کی کتابوں اور فقہاء کے مراتب سے واقف ہو نے کے علاوہ متون، شروح اور فتاویٰ ہر درجے کی کتابوں سے واقف ہو، آداب الافتاء کی دفعات کی پابندی کرنے والا ہو اور ان تمام کمالات کے ساتھ ساتھ حالات و زمانہ کی رعایت کرنے والا بھی ہو۔

فتویٰ سے قریب تر اصطلاح قضاء ہے اہل علم نے دونوں میں فرق واضح کرتے ہوئے لکھا ہے مفتی صرف حکم کے بارے میں خبر دیتا ہے اور قاضی اس کو لازم قرار دیتا ہے۔ مفتی کے فتویٰ کی حیثیت عمومی ہوتی ہے جب کہ قاضی کا فیصلہ ایک خاص واقعہ سے متعلق ہوتا ہے۔

درج بالا سطور سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عامۃ الناس کے لئے ''کتب فتاویٰ'' دینی رہنمائی کا اہم ذریعہ ہیں۔ سائل، ہر شعبہ زندگی سے متعلق سوال کرتا ہے، اس لئے کتب فتاویٰ کے مضامین میں ایک تنوع پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عام کتب فقہ کی نسبت کتب فتاویٰ میں اسلام، افکار کی بجائے اعمال کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ کتب فتاویٰ ہر دور کے عہد کی زندہ تصویر ہوا کرتی ہیں۔ وہ اپنے دور کی اقتصادی اور معاشرتی صورت حال کی مظہر ہوتی ہیں۔ معاشرتی تغیرات سے پیدا ہونے والی علمی و فکری تحریکات اور رسم و رواج کا عکاس بھی یہی فتاویٰ ہوا کرتے ہیں۔ کسی خاص عہد میں

اہل علم کے درمیان علمی اختلاف، نو پیدا شدہ مسائل کی نوعیت، مختلف اطراف سے ان مسائل کے حل کے لئے ہونے والی کوششوں کی نوعیت، ان میں حکومتوں کا عمل دخل اور اس خاص عہد کا اسلوب، یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کی تصویر کشی کتب فتاویٰ کے مطالعہ سے ہی ہوتی ہے۔ گویا کتب فتاویٰ اپنے عہد کی سیاسی، معاشی اور ادبی و سوانحی، فکری اور معاشرتی، تاریخ ہوتے ہیں۔ اس تناظر میں ان کتب کا مطالعہ اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں فتاویٰ کے جو مجموعے تیار ہوئے وہ اکثر حنفی علماء کے ہیں۔ اگرچہ جنوبی ہند میں اس حوالہ سے شافعی علماء کا کام بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں علمائے اہل حدیث کے مجموعہ ہائے فتاویٰ بھی دستیاب ہیں۔ چونکہ عوام الناس کی اکثریت حنفی مذہب کی مقلد ہے، اس لئے ہر بڑے دینی ادارے سے کوئی نہ کوئی فتاویٰ کا مجموعہ شائع ہوا ہے۔ علمائے احناف میں دو مکاتب فکر ہیں: ایک کا تعلق دیوبند اور دوسرے کا بریلی کی علمی و فکری تحریک سے ہے۔ علمائے دیوبند کی درج ذیل کتب فتاویٰ اہم ہیں:

۱۔ فتاویٰ رشیدیہ (مولانا رشید احمد گنگوہی)
۲۔ فتاویٰ مظاہر العلوم (مولانا خلیل احمد سہارنپوری)
۳۔ امداد الفتاویٰ (مولانا اشرف علی تھانوی)
۴۔ کفایت المفتی (مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی)
۵۔ فتاویٰ دارالعلوم (دیو بند)
۶۔ عزیز الفتاویٰ (مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی)
۷۔ امداد الاحکام (مولانا ظفر احمد عثمانی، مفتی عبد الکریم)
۸۔ فتاویٰ احیاء العلوم (مفتی محمد یٰسین مبارکپوری)
۹۔ فتاویٰ رحیمیہ (مفتی عبد الرحیم)
۱۰۔ منتخبات نظام الفتاویٰ (مفتی نظام الدین اعظمی)
۱۱۔ فتاویٰ محمودیہ (مولانا محمد حسن گنگوہی)
۱۲۔ کتاب الفتاویٰ (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)
۱۳۔ فتاویٰ عثمانی (مولانا تقی عثمانی)
۱۴۔ نوادر الفقہ (مولانا رفیع عثمانی)
۱۵۔ فتاویٰ محمود (مولانا مفتی محمود)
۱۶۔ خیر الفتاویٰ (مولانا مفتی خیرمحمد جالندھری)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب فتاویٰ موجود ہیں مگر زیر نظر مضمون میں برصغیر کے علمائے حنفیہ میں سے بریلوی مکتبہ فکر کے چند کتب فتاویٰ کا اجمالی تعارف پیش خدمت ہے۔

۱۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ: الشیخ احمد رضا خاں (م۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)

الشیخ احمد رضا خاں ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ/ ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ پونے چودہ سال کی عمر میں (۱۴ رمضان المبارک ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۷۰ء) کو آپ نے پہلا فتویٰ دیا۔ العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ، وسعت معلومات کے اعتبار سے فقہ حنفی کے اصول و فروغ کا موسوعہ ہے اور فقہ حنفی کی عظمت و فوقیت کا آئینہ دار ہے۔ امام احمد رضا خان بریلی آپ کے اسلوب بیان و تحقیق کو ان نکات سے سمجھا جا سکتا ہے:

۱۔ اپنی تحقیق کا آغاز قرآن حکیم سے کرتے ہیں اور پھر مسئلہ کی اہمیت و نوعیت کے مطابق حدیث بیان کرتے ہیں۔
۲۔ فقہاء احناف کے اقوال نقل ہی نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات کسی نئے علمی نکتہ کے اضافے کے ساتھ ساتھ ادب و احترام سے اسلاف سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔
۳۔ فتویٰ دیتے وقت اپنے اور بیگانے کی تمیز نہیں کرتے جو بھی تحقیقات علمیہ سے ثابت ہوتا ہے اسے بغیر کسی ہچکچاہٹ سے بیان کر دیتے ہیں۔
۴۔ آپ کے ہاں ایک ہی مسئلہ پر کتب کثیرہ کا حوالہ دینے کا رجحان بھی پایا جاتا ہے۔ فتویٰ الہادی الحاجب عن جنازۃ الغائب میں ۲۲۹ کتب کے حوالے دیئے گئے ہیں گویا اس طرح آپ زیربحث مسئلہ پر تمام ممکنہ مآخذ کی نشاندہی کرتے ہیں۔

انہی اوصاف کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ آپ نے فتاویٰ نویسی کے ایک نئے اسلوب کی طرح ڈالی جس نے آنے والے فقہاء پر گہرے اثرات ڈالے۔ اس تخلیقی شاہکار کو دیکھ کرا ندازہ ہو تا ہے کہ آپ کا شمار ملت کے ان چند افراد میں ہوتا ہے جو مختلف اور متنوع کمالات و فضائل میں حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہوئے ہیں۔ یہ اسلام کا معجزہ ہے کہ ہندوستان میں فکری و علمی زوال کے آخری دور میں وہ نامور فقیہ پیدا ہوا جس نے فقہ کو حیات نو عطا کی۔ آپ نے پیش آمدہ اہم مسائل میں اجتہادی شان سے بحث کی۔

العطایا النبویہ المعروف فتاوی رضویہ ۱۲ جلدوں میں شائع ہوا تھا۔ اس میں عربی و فارسی عبارات بکثرت تھیں۔ عام قاری کو اس سے مشکل ہوتی تھی۔ رضا فاؤنڈیشن، لاہور نے ایک تحقیقی منصوبہ کے تحت ۱۹ سالوں میں اسے جدید اسلوب پر تحقیق و تخریج اور ترجمہ کے ساتھ ۳۰ جلدوں (تقریباً ۲۲۰۰۰ صفحات) میں شائع کیا ہے۔ ایک جلد اشاریہ کی ہے جسے مولانا محمد رمضان سیالوی نے مرتب کیا ہے۔

۶۸۴۷ سوالات کے جوابات اور ۲۰۶ رسائل پر مشتمل فقہ حنفی کے اس انسائیکلوپیڈیا سے استفادہ اب آسان ہو گیا ہے۔ اہل علم نے افادہ عامہ کی خاطر اس فتاویٰ کی مختلف فہارس ترتیب دی ہیں۔ علمی اعتبار سے سب سے اہم کام محمد حنیف خاں رضوی کا ''جامع الاحادیث'' کے عنوان سے ہے۔ انہوں نے فتاویٰ میں نقل کی گئی احادیث کو فقہی اعتبار سے ترتیب دے دیا ہے۔ اس طرح احادیث کی ایک ایسی جامع فہرست مرتب ہو گئی ہے جس سے فقہائے احناف استدلال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں آیات، عنوانات اور مسائل کی فہرست بھی ہے۔

۲۔ فتاویٰ مہریہ: پیر مہر علی شاہ (متوفی: ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ/۱۱ مئی ۱۹۳۷ء)

دنیائے علم و عرفان کی نامور و مقبول ترین ہستی پیر مہر علی شاہ گولڑوی یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ / ۱۴ اپریل ۱۸۵۹ء کو پیدا ہوئے۔ تحریک ختم نبوت میں آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کا اعتراف تو سب کو ہے ہی اس کے ساتھ ہی آپ کی فقیہانہ عظمتیں ایک مسلمہ حقیقت ہیں۔ اس کا مظہر، فتاویٰ مہریہ کا مختصر مجموعہ ہے، جسے مولانا فیض احمد فیض نے ترتیب دیا ہے۔ آپ کے جوابات مختصر ہیں مگر ان میں علمی و فنی اصطلاحات کا استعمال بکثرت ہے۔ سائل کی علمی حیثیت کو ضرور پیش نظر رکھا گیا ہے۔ عامیوں کے لئے دو سطری مختصر جوابات بھی ہیں اور اہل علم و دانش کے لئے چند سطروں میں علوم و فنون کا بحر بے کراں نظر آتا ہے۔

۳۔ فتاویٰ صدر الافاضل: نعیم الدین مراد آبادی (متوفی: ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء)

مولانا نعیم الدین مراد آبادی کا شمار اساطین علم و فضل میں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت ۲۱ صفر المظفر ۱۳۰۰ ھ / یکم جنوری ۱۸۸۳ء کو ہوئی۔ الشیخ احمد رضا خاں کے بعد سب سے زیادہ استفتاء آپ کے پاس آئے مگر ان کو محفوظ کرنے کا کوئی اہتمام نہ ہو سکا۔ صرف ۵۰ کے قریب فتاویٰ جمع کئے گئے اور ۱۹۷۵ء میں ادارہ نعیمیہ رضویہ موچی گیٹ، لاہور سے شائع ہوئے۔ اکثر فتاویٰ مختصر ہیں، اگرچہ ان میں کئی صفحات پر مشتمل فتاویٰ بھی موجود ہیں۔ یہ مختصر مجموعہ اسلوب بیان اور انداز تحقیق میں منفرد شان کا حامل ہے۔

۴۔ فتاویٰ حامدیہ: مفتی محمد حامد رضا خاں (متوفی: ۱۷ جمادی الاولی ۱۳۶۲/ ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء)

الشیخ احمد رضا خاں کے لخت جگر، مفتی محمد حامد رضا خاں کے ۱۳ فتاویٰ کا یہ مجموعہ محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی نے مرتب کیا ہے۔ ان میں دو مستقل رسالے ''**اجتناب العمال عن فتاوی الجهال**''اور

"الصارم الربانی علی اشراف القادیانی" بھی شامل ہیں۔ اول الذکر رسالہ پر ۲۵ علماء کی تصدیقات بھی شامل ہیں۔ مفتی محمد حامد رضا خاں نے ۱۳۱۲ھ تا ۱۳۶۲ ھ تک تقریباً پچاس سال فتاویٰ نویسی کی، مگر تمام فتاوی 'دستیاب نہ ہو سکے، تا ہم آپ کے وہ فتاویٰ جو زمانے کی دست برد سے کسی طرح محفوظ رہ سکے جمع کر دیئے گئے ہیں، یہ فتاویٰ آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اصول فقہ اور فقہائے احناف کے محقق، مرجح اور مختار و مفتیٰ بہ اقوال سے مزین ہیں۔ مولانا عبد الرحیم نشتر فاروقی اسلوب تحریر کے بارہ میں لکھتے ہیں:

> "ان فتاویٰ میں حجۃ الاسلام کا تحریری اسلوب صاف و سلیس اور شستہ و شگفتہ ہے۔ بعض فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں مگر اختصار و جامعیت کا نادر نمونہ ہیں اور جہاں تفصیل بیان فرمائی ہے دلائل و براہین کے موتی بکھیر کر تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے"۔(۴)

اس مجموعہ کے آخری فتاویٰ اہل سنت کے سیاسی نکتہ نظر کے عکاس ہیں۔(۵)

۵۔ فتاویٰ امجدیہ: علامہ محمد امجد علی اعظمی (متوفی: ۱۳۶۷ ھ / ۱۹۴۸ء)

علامہ محمد امجد علی اعظمی (۱۲۹۶ ھ/۱۸۷۸ء) کو گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ شاہ وصی احمد محدث سورتی سے درس حدیث لیا۔ آپ کا اپنا مطب بھی تھا جسے چھوڑ کر بریلی تشریف لے آئے اور ۱۸ سال وہاں مختلف علمی خدمات انجام دیں۔ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ امجدیہ کے نام سے ۴جلدوں میں چھپا ہے۔ جسے مولانا عبد المنان کلیمی، نے ترتیب دیا ہے۔ اگرچہ یہ ستائیس سال کے فتاویٰ جات کا مجموعہ ہے۔ مگر یوں محسوس ہو تا ہے کہ بہت سے فتاویٰ ضائع ہو گئے ہوں گے۔ اکثر فتاویٰ اُردو میں ہیں۔ جب کہ بعض فتاویٰ عربی اور فارسی میں بھی ہیں۔ ضیاء المصطفیٰ قادری نے آپ کے اسلوب نگارش اور طرز تحقیق کے حوالہ سے لکھا ہے۔ "حضرت صدر الشریعہ کے فتاویٰ حسب ضرورت مختصر بھی ہیں اور طویل بھی، بعض فتاوی کئی کئی صفحات پر مشتمل ہیں، فتاویٰ امجدیہ کتاب و سنت کی تائیدات سے مزین ہے۔ تحقیق کے مواقع پر فتاویٰ میں تو حدیثوں کا سیل رواں موجیں مارتا نظر آتا ہے۔ اس طرح ان میں قواعد اصولیہ اور فقہی کلیات و جزئیات اور نظائر و شواہد کے ذکر میں بھی کسی طرح کمی نہیں ہے۔ ندرت استدلال وحسن استنباط دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ فتاویٰ امجدیہ یقیناً فتاویٰ رضویہ کا ایک نتیجہ ہے۔ فتاویٰ امجدیہ میں نئے پیدا شدہ مسائل کا مواد بھی موجود ہیں۔ مثلاً "لائف انشورنش، لاٹری اور لاؤڈ اسپیکر پر نماز، سیاست حاضرہ اور الیکشن وغیرہ سے متعلق احکام شرعیہ کا مدلل بیان موجود ہے۔ فتاویٰ امجدیہ کی محفوظ نقول میں فقہ کے ہر باب سے متعلق فتاویٰ موجود ہیں، جگہ جگہ رسم

المفتی کا بیان بھی فتاویٰ میں موجود ہے مثلاً ائمہ کی ترجیح کے مطابق فتویٰ دیا جائے۔ حالات کے تغیر سے حکم شرع متغیر ہوسکتا ہے۔ مفتی صرف اپنے مذہب کے مطابق فتویٰ دے وغیرہ وغیرہ۔(۶)

۶۔ فتاویٰ محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد (متوفی۱۳۸۲ھ/۲۹ دسمبر۱۹۶۲ء)

آپ کی ولادت ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو گورداسپور میں ہوئی۔ آپ کے فتاویٰ کا ایک مختصر سا مجموعہ جس میں ۹۷ فتاویٰ ہیں قمر القادری نے مرتب کیا ہے۔ آپ کے اکثر فتاویٰ مفتی محمد امین صاحب کے لکھے ہوئے ہیں۔ آپ کے فتاویٰ کے بارہ میں قمر القادری کے تأثرات یہ ہیں:

> ''حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کا انداز تفہیم و تحقیق بڑا فاضلانہ ہے۔ بیشتر فتاویٰ مفصل و محقق ہیں، اگرچہ آپ اس مقام فقاہت پر فائز تھے کہ آپ کا قول خود دلیل تھا اور عموماً مستفتی کو کسی استدلال کی ضرورت نہ ہوتی۔ اس کے باوجود آپ بلاغت وجامعیت کے ساتھ دلائل کو ضرور بیان کرتے، اس کے برعکس آپ کے اکثر معاصر مفتیان دین جواب فتویٰ میں صرف ایک حرف ہاں یا نہ، جائز یا نا جائز ہی لکھنا کافی سمجھتے تھے۔(۷)

۷۔ فتاویٰ ملک العلماء: سید ظفر الدین احمد بہاری (متوفی: ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء)

مولانا ظفر الدین قادری (پیدائش: ۱۰ محرم الحرام ۱۳۰۳ ھ/ ۱۸۸۰ء) اپنے عہد کے ممتاز عالم دین، تدبر آشنا، فقیہ اور نکتہ سنج مفتی تھے، فتاویٰ نویسی کا فن آپ نے الشیخ احمد رضا خاں سے سیکھا اور پہلا فتویٰ ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ کو تحریر فرمایا۔ ان کے فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ ملک العلماء کے نام سے نوری بک ڈپو لاہور نے ۲۰۰۵ء میں شائع کیا۔ اس مجموعہ کا تاریخی نام ''þæ^jÊ oÊ †Žfû] ÄÊ^Þ †Ë¾'' (۱۳۴۹ھ) ہے۔ اس مختصر مجموعہ میں بارہ فقہی ابواب (کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب السیر، کتاب الوقف، کتاب القضا، کتاب الاضحیہ، کتاب الحظر والاباحۃ، کتاب الفرائض) سے متعلقہ ۱۳۰ مسائل کے تحقیقی جواب درج ہیں۔ ان میں سے ۶ فتاویٰ فارسی میں ہیں۔ علاوہ ازیں یہ مجموعہ چھ رسائل پر مشتمل ہے جو اپنی جگہ نہایت علمی وتحقیقی مقالہ جات ہیں:

۱. تنویر المصباح للقیام عند حی الفلاح

۲۔ عید کا چاند

۳. تحفة الاحباب فی فتح الکوۃ والباب

۴. اعلام الساجد بصرف جلود الا ضحية فی المساجد

۵. مواھب ارواح القدس لکشف حکم العرس

ایک فتویٰ ''القول الاظھر فی الاذان بین یدی المنبر'' دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس مجموعہ میں شامل نہ ہو سکا۔ اکثر فتاویٰ ۱۳۲۳ ھ تا ۱۳۲۵ ھ کے دورانیے میں قیام بریلی کے دوران لکھے گئے۔ موجودہ صورت میں ان کو علامہ ساحل شہسرامی نے مرتب کیا ہے۔ ابتداء میں فاضل مرتب نے ایک طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں ملک العلماء کے حالات طیبات، فقہ و افتاء کی اجمالی تاریخ لکھی ہے۔(۸)

یہ مجموعہ فتاویٰ آپ کے تبحر علمی کا شاہد ہے۔ ان سے آپ کی علمی گہرائی اور فکری گہرائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان فتاویٰ کے مآخذ میں ۳۰ کتب تفاسیر، ۷۰ سے زائد کتب حدیث اور تقریباً ڈیڑھ سو فقہ کی کتابیں شامل ہیں۔ مولانا ظفر الدین جب کسی مسئلہ پر دلائل ذکر کرتے ہیں تو دستیاب تمام کتب کے حوالہ جات اکٹھے کر دیتے ہیں۔ جمعہ کی اذان ثانی کے بارہ میں ایک صفحہ (۹) کے فتویٰ میں ۲۲ کتب کے حوالے درج ہیں۔ مولانا اعلیٰ ادبی ذوق کی حامل شخصیت تھے اس لئے بعض مقامات پر عربی و فارسی کے اشعار بھی نقل کئے گئے(۱۰) آپ کی تحریر میں صوفیانہ لطافت بھی موجود ہے۔ کتاب الحظر والاباحۃ میں اس اسلوب نگارش کو دیکھا جا سکتا ہے۔ فقہی جزئیات پر گہری نظر کا نتیجہ ہے کہ آپ جوابات کو بہت سی Categories میں تقسیم کرتے ہیں، جیسے وقت تکبیر قیام کی چھ شکلیں لکھی ہیں۔(۱۱) اور ایصال ثواب کے قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں ۲۵ طریقے لکھے ہیں۔ اس مجموعہ فتاویٰ سے اس دور کے معاشرہ میں مسلم ہندو تعلقات کے حوالہ سے اہل اسلام کے خدشات بھی سامنے آتے ہیں۔(۱۲)

۸۔ فتاویٰ اجملیہ: مولانا محمد اجمل قادری رضوی

(متوفی ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ/ ۱۸ستمبر ۱۹۶۳ء)

مولانا محمد اجمل قادری ضلع مراد آباد کے شہر سنبھل میں ۱۳۱۸ ھ /۲۶ دسمبر ۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۱۳۱ مسائل پر مشتمل یہ مجموعہ فتاویٰ ۴ جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ۱۰ رسائل ہیں۔ اس مجموعہ کو محمد حنیف خاں رضوی نے مرتب کیا ہے۔ وہ اس مجموعہ کی خصوصیات کو ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

۱۔ کوئی فتویٰ لکھنے سے پہلے بہت سے مقامات پر حضرت مصنف نفس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے چند

مقدمات پیش کرتے ہیں جس سے مسئلہ کو سمجھنا نہایت آسان ہو جاتا ہے بلکہ بسا اوقات ان کے ضمن ہی میں مسئلہ پانی پانی ہو جاتا ہے لیکن حضرت مصنف اس پر اکتفاء نہیں فرماتے بلکہ مقدمات کے بعد حکم مسئلہ نہایت ہی آسان پیرا یہ انداز میں سمجھاتے ہیں جس کے بعد تشنگی کا نام نہیں رہتا۔

۲۔ فتاویٰ لکھتے وقت ہر جگہ اختصار پیش نظر نہیں ہوتا جس سے یہ سمجھا جائے کہ سائل کو ٹالنا مقصود ہے بلکہ نہایت ہی شرح و بسط کے ساتھ فتویٰ لکھتے ہیں اور سائل کے سوال کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

۳۔ تفصیلی فتویٰ لکھتے وقت تمہیدی کلمات کے بعد آیات و احادیث کو نمبروار لکھتے ہیں اور ان کے ضمن میں مفسرین کے اقوال اور شارحین حدیث کی تشریحات بھی لکھتے جاتے ہیں۔ اس کے بعد فقہاء کی تصریحات سے مسئلہ کی کما حقہ وضاحت فرما کر خلاصہ تحریر فرماتے ہیں۔

۴۔ جب کسی مفتی کے فتویٰ کا رد و ابطال مقصود ہو تا ہے تو ہر زاویہ سے، دلائل کے ساتھ اپنی بات واضح کرتے۔

۵۔ فتویٰ کی تائید میں عبارتیں اصل کتاب سے نقل فرماتے ہیں اور صفحہ و جلد و مطبع کی وضاحت ضرور کرتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کتابیں آپ کے مطالعہ میں رہتی تھیں۔

۶۔ امام احمد رضا بریلی کے فتویٰ سے استفادہ کا موقع آتا ہے تو نہایت ادب و احترام کے ساتھ آپ کو اپنا مرشد برحق اور آقائے نعمت وغیرہا القاب سے یاد فرماتے ہیں اور آپ کے افادات تحریرکرتے ہیں۔

۷۔ اکثر فتاویٰ تو اُردو میں ہیں کہ سائلین نے سوالات ہی اُردو زبان میں کئے ہیں لیکن بعض مقامات پر عربی اور فارسی فتاویٰ بھی ہیں۔ یعنی جس زبان میں سائل نے سوال کیا ہے اسی زبان میں جواب دیا گیا ہے۔(۱۳)

جلد اول میں آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کا اشاریہ بھی موجود ہے۔ عموماً مرتبین فتاویٰ میں اس کا اہتمام نہیں کرتے۔ مولانا کے اس فتاویٰ کی یہ بھی خوبی ہے کہ انہوں نے بعض انسانی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے دوسرے فقہاء سے ذرا ہٹ کر روش اپنائی ہے۔ حج کے لئے تصویر کے جواز پر آپ نے بڑی عمدہ تحقیق کی ہے۔(۱۴)

دور حاضر میں گانوں کی طرز پر نعت خوانی پر بھی آپ نے سخت تنقید کی ہے۔(۱۵)

۹۔ فتاویٰ مسعودی: مفتی شاہ محمد مسعود
(متوفی: ۱۰ رجب ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۲ء)

حضرت فقیہ الہند کا اسم گرامی رحیم بخش اور لقب محمد مسعود تھا۔ اسی لقب سے آپ مشہور ہوئے۔ آپ ۱۲۷۲ ھ/ ۱۸۵۶ ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے مرتب کیا ہے۔ اس میں درج ذیل آٹھ ابواب کے تحت ۱۶۰ فتاویٰ موجود ہیں۔ عقائد، عبادات، معاملات، (بین الزوجین) معاملات (بین المسلمین) اوقاف، رسوم و رواج، سیاسیات، متفرق۔

فتاویٰ مسعودی میں سوالات اور ان کے جوابات اردو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں میں ہیں۔ جوابات کی خصوصیات یہ ہیں کہ سب سے پہلے آیات قرآنی سے استدلال کیا ہے پھر احادیث نبویہ سے اور اس کے بعد ضرورت محسوس ہوئی تو ائمہ کرام و فقہاء عظام سے، معاصرین علماء کے بر خلاف اردو نہایت سادہ استعمال کی ہے لیکن بعض مقامات پر محاورہ نہیں ہے۔ یہ اس دور کا چلن تھا لیکن عربی اور فارسی الفاظ کے خواہ مخواہ استعمال سے حتیٰ الوسع گریز کیا ہے تاکہ فتاویٰ زیادہ سے زیادہ عام فہم ہوں۔ مخالفین کے بارے میں اگر کچھ لکھا ہے تو نہایت نرم لہجے میں، متانت و سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور فقیہانہ وقار کو ہر قیمت پر بر قرار رکھا ہے۔ تحریر سے عجز و انکساری نمایاں ہے جو دلیل عظمت و بزرگی ہے دستخط میں اسم گرامی سے پہلے ہمیشہ خاک رہ، تحریر فرمایا ہے۔(۱۶)

۱۰۔ فتاویٰ مظہری: مفتی الشاہ محمد مظہر اللہ دہلوی
(متوفی ۱۴ شعبان ۱۳۸۶ھ/ ۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء)

مفتی مظہر اللہ دہلوی ۱۵ رجب ۱۳۰۳ ھ / ۲۱ اپریل ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے تقریباً ۶۰ سال فتویٰ نویسی کی خدمت سر انجام دی۔ ان کے دستیاب فتاویٰ کی تعداد ۳۰۱ ہے جسے دو جلدوں میں ڈاکٹر مسعود احمد نے مرتب کیا ہے۔ مفتی صاحب کا یہ مجموعہ فتاویٰ رائے میں توازن و اعتدال کا اچھوتا نمونہ ہے۔

وابتغوا الیه الوسیلة (۱۷) کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں لکھا: ”صالحین سے توسل جائز ہے لیکن آیت کریمہ سے استدلال درست نہیں۔ یہاں اکثر مفسرین کے نزدیک وسیلہ سے مراد عبادت ہے۔(۱۸)

۱۱۔ ریاض الفتاویٰ: مفتی ریاض الحسن
(متوفی: ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ/ ۱۹ دسمبر ۱۹۶۸ء)

سید محمد ریاض الحسن جیلانی شوال المکرّم ۱۳۴۰ ھ / ۱۹۱۴ء کو جودھپور میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۶۰ھ میں بریلی سے فارغ ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں سید اصغر علی جیلانی، مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی، علامہ ابراہیم رضا زیاد معروف ہیں۔ تین جلدوں میں ریاض الفتاویٰ آپ کی نادر تحقیقات کا مجموعہ ہے۔ اپنے موقف کو قوی دلائل سے ثابت کرتے ہیں، اس چیز کی وضاحت کے لئے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں، ۱۳ دلیلیں دی ہیں۔(۱۹)

قوالی کے حوالہ سے پوچھے گئے ایک سوال میں اس کی چار مختلف صورتوں کا ذکر کر کے مسئلہ واضح کیا گیا ہے۔(۲۰)

تیسری جلد کے آخری صفحات میں (۲۰۸۔۵۳۴) جودھپور قیام کے دوران دیئے گئے فتاویٰ اور بعض متفرق علمی نکات شامل کئے گئے ہیں۔

۱۲۔ فتاوی نعیمیہ: مفتی احمد یار خاں نعیمی (متوفی: ۳ رمضان ۱۳۹۱ھ/ ۲۴-اکتوبر ۱۹۷۱ء)

مفتی احمد یار خاں نعیمی کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔ شوال ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے تقریباً ۱۰۰ مختصر فتاوی کا مجموعہ فتاویٰ نعیمیہ کے نام سے شائع ہوا ہے۔

۱۳۔ حبیب الفتاویٰ: محمد حبیب اللہ نعیمی
(متوفی: ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ/ ۲۰مئی ۱۹۷۵ء)

مفتی محمد حبیب اللہ ۱۹۱۷ء کو فتح پور میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے اجل و اعظم تلامذہ میں سے تھے۔ یہ مجموعہ فتاویٰ نعیمی طرز فکر اور فقہی دبستان کا عکاس ہے۔ اسے عبد المنان کلیمی نے مرتب کیا ہے۔ آپ کے فتویٰ نویسی کا اصول، آپ کے تلمیذ، حافظ محمد ایوب خان نعیمی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ''حضرت بار ہا فرماتے کہ فتویٰ کتب اصول و ظاہر الروایۃ، مبسوط، زیادات، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر کے قول متفق علیہ پر ہو نا لازم ہے۔ اختلاف کی صورت میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کا قول مختار مفتیٰ بہ، پھر قول ابو یوسف و قول امام محمد و قول زفر وحسن علیہم الرحمۃ پر علی الترتیب فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اصول میں جواب نہ ملے تو نوادر اور پھر فتاویٰ و واقعات کی طرف رجوع کریں۔ نیز فرمایا کہ افتاء کے لئے جزئیات پر نگاہ ضروری ہے اور فتویٰ کی

زبان آسان اور دلائل سے آراستہ ہونی چاہیے۔ حوالہ جات میں کتابوں کے نام کے ساتھ مطبع اور صفحہ تحریر کر دینا چاہیے تاکہ دیکھنے والوں کو سہولت ہو، یہ ساری خوبیاں حبیب الفتاویٰ کے اندر موجود ہیں۔(۲۱) آپ کے اصول فتویٰ نویسی میں سے ایک یہ تھا کہ آپ ہر جواب کو اس عبارت سے شروع کرتے تھے۔ "**الجواب بعون الملک الوهاب بسم الله الرحمن الرحيم ، نحمده و نصلی علی حبيبه الكريم**" چنانچہ ان کے رجسٹرڈ فتاویٰ میں ہر فتویٰ اسی عبارت سے شروع ہوتا ہے مگر اس مطبوعہ مجموعہ میں یہ عبارت صرف پہلے فتویٰ میں نقل کی گئی ہے اور باقی جگہوں سے حذف کر دی گئی ہے۔ یہ جلد سات سو سے زائد فقہی جوابات پر مشتمل ہے۔ دوسری جلد تا حال پاکستان میں شائع نہیں ہوئی۔

۱۴۔ فتاویٰ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، علامہ ابو البرکات سید احمد

(متوفی: ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ /۱۹۷۸ء)

علامہ ابو البرکات سید احمد قادری ۱۳۱۳ ھ / ۱۸۹۴ء کو ہندوستان کے شہر الور میں پیدا ہوئے۔ مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور اپنے والد ماجد سے اکثر کتب دینیہ پڑھیں۔ الشیخ احمد رضا خاں سے فتویٰ نویسی کی تربیت حاصل کی۔ سید محمود احمد رضوی، مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا نور اللہ، نعیمی، حافظ محمد عالم سیالکوٹی جیسے جید علماء کا شمار آپ کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔

آپ کے فتاویٰ کا ایک مختصر مجموعہ صاحبزادہ محمد عبد السلام نے مرتب کیا ہے، جسے خانقاہ سلطانیہ جہلم سے شائع کیا گیا ہے۔ آپ نے اگرچہ کم و بیش ۶۰ سال تک فتویٰ نویسی کی خدمات سرانجام دیں مگر اس مجموعہ فتاویٰ کا دورانیہ تین ماہ اکیس دن بنتا ہے۔ آپ کے دیئے گئے دیگر فتاویٰ کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ فاضل مرتب نے اس مجموعہ میں فتاویٰ کی فقہی اور زمانی ترتیب، دونوں درج کر دی ہیں۔ اس مجموعہ میں اہل سنت کی دیگر کتب فتاویٰ کی طرح طویل رسائل نہیں ہیں۔ اکثر فتاویٰ نہایت مختصر مگر جامعیت کا عنصر لیے ہوئے ہیں۔ دور حاضر میں نعت کے ساتھ میوزک کا عام چلن ہو گیا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں اس طرز عمل کے غلط ہونے کی طرف یوں اشارہ کیا ہے "ذکر حسنین کریمین ہو یا نعت و قوالی مزامیر و معازف اور آلات سرود و غنا حرام ہیں اور ایسے لوگوں کو روپیہ پیسہ دینا بھی نا جائز ہے اور ایسی مجالس میں شامل ہونا بھی ممنوع۔(۲۲) آپ کا نقطہ نظر ہے کہ قربانی کی کھالیں مسجد میں صرف کی جا سکتی ہیں۔(۲۳)

اس مجموعہ کی یہ بھی امتیازی خوبی ہے کہ ہر فتویٰ کے بعد، متعلقہ مسئلہ کے تفصیلی مطالعہ کے لئے کوئی نہ کوئی کتاب تجویز کی گئی ہے۔ اس طریق سے آپ نے عوام الناس میں بھی کتب بینی کے شوق

کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔

۱۵۔ فتاویٰ مصطفویہ: محمد مصطفیٰ رضا خاں (متوفی: ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ ۱۲/ نومبر ۱۹۸۱ء)

محمد مصطفیٰ رضا خاں ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ (۱۸۹۲ء) کو یوپی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دیئے گئے فتاویٰ کو مفتی خلیل خاں برکاتی نے مرتب کیا اور ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی سے دو حصوں (ایک جلد) میں شائع ہوئے۔ شمس بریلوی کے بقول ''فتاویٰ مصطفویہ کا بنظر غائر جائزہ لیجئے۔ حضرت مولانا رحمہ اللہ علیہ کا تبحر علمی، فقیہانہ بالغ نگاہی، طرز استدلال اور طریق استنباط کی داد دینی پڑتی ہے۔ آپ جزئیات کے استنباط اور طریق استدلال میں ان تمام جہات اور اصول کو پیش نظر رکھتے ہیں جو ایک بالغ نگاہ فقیہ کے لئے ضروری ہے۔''(۲۴)

احتجاج اور اس کی حدود و قیود کے حوالہ سے آپ کا ایک فتویٰ جو آج بھی مسلمہ اہمیت رکھتا ہے اس کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> ''تقریر بالا سے روشن ہو گیا کہ مسلمانوں پر مسجد کی حفاظت و صیانت لازم ہے۔ وہ ان کا فرض ہے۔ جائز طریقوں سے تا حد امکان اس میں سعی کریں۔ جو امر جائز اور مفید ہو اسے کریں اور نا جائز غیر مفید سے بچیں۔ کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے فائدہ کی بجائے نقصان ہو، پُر امن احتجاج اور مظاہرہ اگر مفید ہو اور کر سکتے ہوں تو بے شک کریں۔ اپنا فرض کسی کی کراہت کی وجہ سے اور کسی کی خوشنودی سے ہرگز ترک نہیں کیا جا سکتا، مگر جب کہ اس سے ضرر رسانی کا اندیشہ ہو۔ جب قانون اس سے مانع نہیں تو کوئی اندیشہ نہیں۔ ایسا قانون ہو بھی نہیں سکتا، آخر عام اضطراب اور بے چینی کا اظہار کس طرح ہو سکتا ہے اور حکومت کو اس کا علم کیسے کرایا جاسکتا ہے۔ اگر ایسا قانون ہو تو اس کے معنی یہ نہ ہوں گے کہ نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی۔(۲۵)

۱۶۔ فتاویٰ نوریہ: محمد نور اللہ بصیر پوری (متوفی یکم رجب ۱۴۰۳ھ / ۱۵، اپریل ۱۹۸۳ء)

مولانا محمد نور اللہ بصیر پوری ۱۶ رجب ۱۳۳۲ھ/۱۰جون۱۹۱۴ء کو اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔ آپ فتویٰ نویسی میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔ ملک اور بیرون ملک سے لوگ آپ کی طرف رجوع کرتے۔ فتاویٰ نوریہ جسے آپ کے لائق فرزند محبّ اللہ نوری نے مرتب کیا، آپ کے تبحر علمی، وسعت نظر، قوت استدلال، صلابت رائے اور فقہی بصیرت کا مظہر ہے۔ فتاویٰ نوریہ کی چھ جلدوں میں ۹۲۶ کے لگ بھگ فتاویٰ ہیں، جن میں ۶۵۵ عوام الناس اور ۲۷۱ علماء و دانشور حضرات کے ہیں۔ مفتی سید شجاعت علی

قادری نے آپ کی فقہی بصیرت کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے ''حضرت کا علم وقلم' ورع وتقویٰ' فقاہت و اجتہاد مسلمہ امور ہیں لیکن جس امر نے مجھے فکری اعتبار سے ہمیشہ ان کے قریب رکھا ہے وہ حالات حاضرہ کے جدید تقاضوں کا گہرا شعور اور مسائل حاضرہ کا مجتہدانہ حل پیش کرنے کی اعلیٰ ترین صلاحیت کا ان میں موجود ہونا ہے''(۲۶) مفتی بہ مسائل میں آپ کی دور اندیشی کو دیکھ کر عابد نظامی نے کہا کہ حضرت فقیہ اعظم نے جو لکھا ہے سو سال بعد تمام علماء کا اسی پر اتفاق ہو گا۔(۲۷) چلتی ٹرین میں نماز(۲۸) ہوائی جہاز میں نماز (۲۹) لاؤڈ سپیکر پر نماز(۳۰) عورتوں کے لئے کتابت کی تعلیم(۳۱)' انتقال خون(۳۲)' ہو میو پیتھی ادویات کا استعمال(۳۳) اور ان جیسے دیگر عصری مسائل پر جو سیر حاصل بحث اس مجموعہ فتاویٰ میں ہے کہیں اور نہیں۔ یہ فتاویٰ صرف سائل کا جواب ہی نہیں فقہی اصول و ضوابط کا خزینہ اور ادبی محاسن کا مجموعہ بھی ہے۔ مسلکی تعصب سے بالاتر ہو کر اعتدال و میانہ روی کا اسلوب یہاں نظر آئے گا۔ صرف یہی نہیں فتاویٰ میں مفتی محمد نور اللہ بصیر پوری ایک ناصح اور مرشد کی حیثیت سے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ ''خلاصہ یہ ہے کہ فتاویٰ نوریہ ایک انقلاب آفریں کتاب ہے۔ اس میں پیش آمدہ مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔ یہ محققین، مدرسین اور مفتیوں کی رہنماء ہے، طلباء کے لئے فقہی معلومات کا انسائیکلو پیڈیا ہے اور عوام کے لئے دینی معلومات کا ایک بہت بڑا ذریعہ اور مآخذ ہے۔''(۳۴)۔ مختلف جلدوں میں آیات و احادیث کی فہارس، ہر کتاب کے شروع میں اس کا تعارف' فقہی اصول و ضوابط کے اشارے اور مآخذ و مراجع کی فہرست نے اس سے استفادہ کو مزید آسان کر دیا ہے۔(۳۵)

۱۷۔ فتاویٰ فیض الرسول: مفتی جلال الدین امجدی (متوفی: ۲۳ اگست ۲۰۰۱ء)

یہ فتاویٰ دارالعلوم فیض الرسول براؤن، انڈیا سے جاری ہونے والے فتووں کا مجموعہ ہے۔ پاکستان سے تین جلدوں میں اس کو شبیر برادرز، لاہور نے شائع کیا ہے۔ البتہ تیسری جلد کو فتاویٰ برکاتیہ سے موسوم کیا گیا ہے۔ تینوں جلدوں میں ۲۴۵۰ استفتاء کے جوابات دیئے گئے ہیں، جن میں ۲۲۹۳ جوابات مفتی جلال الدین امجدی (پیدائش ۱۳۵۲ھ /۱۹۳۳ء) کے تحریر کردہ ہیں جب کہ ۱۵۷ جوابات دیگر علماء کے ہیں۔ اس مجموعہ فتاویٰ کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

۱۔ زبان نہایت سہل اور آسان استعمال کی گئی ہے کہ عام اُردو دان حضرات بھی پورا پورا استفادہ کر سکیں۔

۲۔ بہت سارے مقامات پر فتاویٰ رضویہ امام احمد رضا فاضل بریلوی و فتاویٰ امجدیہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

۳۔ جدید مسائل پر بھی نہایت محققانہ انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

۴۔ مختلف فیہ مسائل پر بھی نہایت سنجیدگی سے قلم اٹھایا گیا ہے اور تہذیب کے دامن کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا گیا ہے۔

۵۔ دیگر فقہی کتب کی طرح آیات اور احادیث کے حوالے بھی مکمل دیئے گئے ہیں تاکہ مراجعت میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

۶۔ حضرت مفتی صاحب نے اپنے فتاویٰ میں جہاں ضرورت محسوس کی مبلغانہ انداز بھی اختیار کیا ہے، جب کہ مفتی کی ذمہ داری صرف نفس سوال کا جواب ہی دینا ہے، لیکن آج کے حالات چونکہ اس کے متقاضی ہیں کہ عوام کو حسب موقع تنبیہ وتبلیغ بھی کی جائے اس لئے حضرت فقیہ ملت نے جگہ جگہ اس رنگ کو اختیار کیا ہے۔

۷۔ اس مجموعہ فتاویٰ میں متعدد جدید مسائل پر بھی بحث کی گئی اور ان کے شرعی و محققانہ جوابات سپرد قلم کئے گئے ہیں۔ مثلاً:

لاؤڈ اسپیکر پر نماز(۳۶) انجکشن سے روزہ نہ ٹوٹنے کی بحث،(۳۷) ریڈیو ٹیلیفون سے رؤیت ہلال کا عدم ثبوت، چلتی ٹرین پر نماز، ایسے مقامات پر نماز کا حکم جہاں کچھ ایام عشاء کا وقت نہیں آتا(۳۸) ٹیلیفون پر نکاح، صاع کی تحقیق اور موجودہ اعشاری اوزان سے اس کی مطابقت، نصف صاع دو کلو گرام اور ۴۷ گرام بتایا ہے۔(۳۹)

اسی طرح بعض مسائل میں سختی کا اسلوب اپنایا ہے، مثلاً پینٹ شرٹ میں نماز پڑھنے پر بڑے ہی سخت لہجہ میں جواب دیا۔(۴۰) اور اسے فساق و فجار کا لباس قرار دیا۔ دوسری طرف کلی دار پائجامہ اور ساڑھی کے بارے میں لکھا: ''عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا ضروری ہے کہ جس سے اعضائے جسم کے اتار چڑھاؤ ظاہر نہ رہیں اور یہ چیز کلی دار پائجامہ یا پانچ چھ گز کپڑے کے شلوار میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے اور کپڑے کی زیادتی کے سبب پائیداری اور زینت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے لہٰذا اس کا پہننا جائز ہے۔'' ساڑھی اگر اس طرح پہنی جائے کہ بے پردگی نہ ہو تو جائز اور بے پردگی ہو تو نا جائز اور نیچے کی جانب کھلے رہنے میں کوئی قباحت نہیں۔(۴۱)

مفتی صاحب نے ضرورت وقتی کے طور پر مانع حمل ادویہ کا استعمال جائز لکھا ہے۔(۴۲) ان کے نزدیک ''کسی جائز مقصد کے پیش نظر وقتی طور پر ضبط تولید کے لئے کوئی دوا یا ربڑ کی تھیلی استعمال کرنا جائز ہے لیکن کسی عمل سے ہمیشہ کے لئے قوت تولید کو ختم کر دینا کسی طرح جائز نہیں۔(۴۳) اعتقادی

و کلامی مسائل پر علمائے اہل سنت کے موافق نہایت مفید معلومات اکٹھی کی گئی ہیں۔

اس مجموعہ فتاویٰ میں تفسیر، حدیث اور فقہ کی امہات کتب کے علاوہ معاصر یا ماضی قریب کے علماء کی آراء و افکار سے بھی استفادہ کیا گیا ہے، جیسے الشیخ احمد رضا خان، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولانا حشمت علی، مفتی شریف الحق، شاہ محمد مظہر اللہ الغرض یہ فتاویٰ مجموعی طور پر نادر تحقیقات، عمدہ تفہیمات، فقہی جزئیات اور سماجیات سے متعلق مسائل کا انمول خزانہ ہے۔

۱۸۔ فتاویٰ فقیہ ملت: مفتی جلال الدین احمد امجدی (متوفی: ۲۳ اگست ۲۰۰۱ء)

مفتی صاحب کا یہ دوسرا مجموعہ فتاویٰ ہے جسے شبیر برادرز لاہور نے شائع کیا ہے۔ زیر نظر کتاب ان ۶۸۰ فتاویٰ کا مجموعہ ہے جنہیں مفتی صاحب نے مرکز تربیت افتاء دارالعلوم امجدیہ ارشد العلوم اوجھا گنج سے صادر فرمایا۔ اس میں کچھ فتاویٰ آپ نے خود تحریر فرمائے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جنہیں فتاویٰ کی تربیت پانے والے علماء سے تحریر کرایا اور خود ان کی اصلاح فرما کر تصدیق فرمائی۔ اسی لئے آپ کے پہلے مجموعہ فتاوی اور زیر نظر کتاب میں فرق ہے۔ ضیاء المصطفیٰ قادری اس فرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''فقیہ ملت کا زیر نظر مجموعہ فتاویٰ اگرچہ آپ کے سابقہ فتاویٰ جیسی تفصیلات جوابات ومراجع کثیرہ کی نقول پر مشتمل نہیں، لیکن ان میں اصل احکام شرع پوری وضاحت و دیانت کے ساتھ جمع کر دیئے گئے ہیں اور بزرگوں سے ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ان کے شباب و قوت کے دور میں فتاویٰ بہت ہی مفصل اور مدلل و مبسوط انداز میں ہوتے تھے اور اخیر دور میں اختصار سے کام لیتے تھے۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ اب عمر قلیل ہے اور کام طویل اس لئے اختصار کے ساتھ ہر کام نباہ لیا جائے۔(۴۴)

۱۹۔ العطایا الاحمدیہ: اقتدار احمد خاں نعیمی

(متوفی :۲۱ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ / ۵ نومبر ۲۰۰۴ء)

مفتی اقتدار احمد نعیمی، مفتی احمد یار خاں نعیمی کے بیٹے ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں ان کی ولادت ہوئی۔ پانچ جلدوں پر مشتمل ان کا یہ مجموعہ طویل فتاوی پر مشتمل ہے۔ جلد چہارم میں صرف ۲۵ فتاویٰ ۵۹۶ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ مفتی صاحب نے ان فتاویٰ میں بعض اہل علم پر سخت تنقید بھی کی ہے۔ جیسے امام غزالی(۴۵) علامہ محمد اقبال(۴۶) میاں محمد بخش(کھڑی شریف)(۴۷)

اسی طرح معاصرین سے قلمی مناظرے، تحریروں پر تعاقب بھی شامل ہے۔(۴۸)

فاضل مصنف نے تفسیری، فقہی، سائنسی غرضیکہ ہر شعبہ جات سے متعلقہ اپنی تمام معلومات کو اس مجموعہ میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں صوفیہ کے بعض اقوال کی تشریح، اور بعض کتابوں کے حوالے سے معلومات بھی مل جاتی ہیں جیسے ملفوظات اور احکام شریعت کی الشیخ احمد رضا خاں سے نسبت کومحل نظر بتایا ہے۔(۴۹)

۲۰۔ فتاویٰ یورپ

مفتی عبد الواحد قادری گذشتہ ۱۸ سالوں سے ہالینڈ میں دینی کام سر انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے وہاں ۱۹ سالہ قیام کے دوران جاری ہونے والے تین سو نو فتاویٰ کا یہ مجموعہ دراصل تمام فتاویٰ سے انتخاب کر کے شائع کیا گیا ہے۔ اس مجموعہ میں ما بہ الامتیاز کام یہ ہے کہ بیرون ملک مقیم مسلمانوں کو عموماً جن مسائل سے واسطہ پڑتا ہے ان کا شرعی حل اس مجموعہ میں آ گیا ہے۔ چند عنوانات درج ذیل ہیں:

۱۔ قرطاس الطہارۃ (ٹائیلٹ پیپر) اور اس کا حکم
۲۔ موسم سرما میں ہالینڈ کے اندر نماز عصر کا وقت
۳۔ جہاں چھ ماہ کے دن ہوں وہاں روزے کس طرح رکھیں؟
۴۔ یورپ کی زمین عشری ہے یا خراجی؟
۵۔ فلموں میں منعقدہ نکاح کی حیثیت
۶۔ یورپین پنیر
۷۔ مشینی ذبیحہ

مفتی صاحب نے نہایت مختصر الفاظ میں جواب دیئے ہیں، اگرچہ مزاج میں سختی کا عنصر ہے مگر معاشرتی ضرورتوں کو نظر انداز بھی نہیں کیا گیا۔

۲۱۔ مجموعہ فتاویٰ بریلی

یہ مجموعہ دارالعلوم بریلی میں پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اس کا نام ''مجموعہ فتاوی مرکزی دارالافتاء'' ہے۔ مرتبین میں مفتی محمد عبد الرحیم اور مفتی محمد یونس شامل ہیں۔ درحقیقت یہ مجموعہ مرکزی دارالافتاء بریلی کے زیر تربیت مفتیان کی کاوشوں کا عمدہ مجموعہ ہے۔ سود سے متعلقہ بعض جدید مسائل کو بھی اس میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس فتاویٰ کی ترتیب میں بہرصورت یہ

کمی رہ گئی ہے کہ اسے فقہی ابواب کے مطابق مرتب نہیں کیا گیا۔ اس کی تا حال صرف ایک ہی جلد منظر عام پر آئی ہے۔

درج بالا کتب کے علاوہ ان گنت ایسی کتب فتاویٰ ہیں جو معروف نہ ہوسکیں یا ابھی مخطوطات کی شکل میں ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ علمی شاہ پاروں کو شائع کرنے سے زیادہ ہماری قوم کو چھپانے کا شوق زیادہ ہے۔ ایسی ہی کتب کی ایک فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے:

۱۔ ضیاء الفتاویٰ (قاضی محمد ایوب)(۵۰)

۲۔ مجموعہ فتاویٰ (مفتی اعجاز ولی خاں)

۳۔ سراج الفتاویٰ (سراج احمد مکھن بیلوی)

۴۔ احسن الفتاویٰ (مفتی خلیل خاں برکاتی)

۵۔ مجموعہ فتاویٰ (مفتی رفاقت حسین کانپوری)

۶۔ فتاویٰ غلامیہ (مفتی غلام جان ہزاروی)

۷۔ فتاویٰ امینیہ (مفتی محمد امین)(۵۱)

۸۔ وقار الفتاوی (مطبوعہ)(مولانا وقار الدین)

۹۔ منہاج الفتاویٰ (مطبوعہ)(مفتی عبد القیوم خاں)

۱۰۔ فتاوی برکاتیہ (مطبوعہ)(ابو البرکات سید احمد اشرفی)

۱۱۔ المباح والمحظور (سید محمود احمد رضوی)

۱۲۔ فتاوی پاسبان (مشتاق احمد نظامی)

۱۳۔ فتاوی اہلسنت (مفتی غلام سرور قادری)

۱۴۔ فتاوی اویسیہ (فیض احمد اویسی)(۵۲)

۱۵۔ فتاوی احمد سعید کاظمی (غیر مطبوعہ)(۵۳)

علماء کی ایک کثیر تعداد ایسی بھی ہے جن کے جانشینوں نے ان کے اس علمی ذخیرہ کو جمع کرنے کی کوشش ہی نہیں کی حالانکہ اپنی زندگی میں انہوں نے ہزاروں فتویٰ دیئے۔ ایسے علماء کی فہرست درج ذیل ہے:

مفتی برہان الحق، مولانا عبد الرحمٰن، مفتی رفاقت حسین، مفتی حشمت علی خان، مفتی عبد الحفیظ حقانی، مفتی ولی الرحمان، مفتی غلام جیلانی، مفتی شمس الدین جونپوری، مفتی محمد سلیمان بھاگلپوری، مفتی عبدالمصطفیٰ

اعظمی، مفتی عبد العزیز خان فتحپوری، مفتی عبد الرشید ناگپوری، مفتی عبد العزیز خان بمبئی، مفتی تحسین رضا خان، مفتی احمد حسین، علامہ مفتی محمد مظفر احمد، مفتی محمد اسحٰق، مفتی محمد عمر نعیمی، صاحب داد، مفتی مرشد علی، مفتی سید شجاعت علی، مفتی مسعود علی، مفتی محمود حسن، مفتی محمد مشرف احمد، مفتی عاشق الرحمٰن، مفتی ضیاء المصطفیٰ، مفتی محمد میاں، مفتی محمد شفیق، مفتی محمد رضوان الرحمٰن، مفتی غلام محمد ناگپوری، مفتی غلام مجتبیٰ، مفتی عبد الحلیم، مفتی محمد قاسم ابراہیمی،(۵۴) مفتی محمد خاں قادری، مفتی محمد اشرف القادری۔

خلاصہ بحث

سطور بالا میں علمائے احناف(بریلوی مکتبہ فکر) کے معروف و متداول فتاویٰ کے انتہائی مختصر تعارف سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں الشیخ احمد رضاں خاں کا علمی وفکری اثر نہایت گہرا ہے۔ آپ نے فتاویٰ کے علمی میدان میں ایک دبستان فکر کو وجود بخشا۔ دور حاضر کے خالص علمی اسلوب پر مقالہ نگاری آپ کے فتاویٰ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں حوالہ جات کا ایک بحر بیکراں نظر آتا ہے جو محققین پر علم و دانش کے نئے افق وا کرتا ہے۔ آنے والے مفتیانِ کرام نے فتاویٰ رضویہ کو بنیاد بنا کر مسائل کے حل کی راہیں سوچیں۔(۵۵) بیسویں صدی کی علمی وفکری تحریکیں، فسادات، مسلم معاشرت، سائنسی انقلابات کے مسلم زندگی پر اثرات اور بہت سے تاریخی حقائق ان فتاویٰ میں پوشیدہ و پنہاں ہیں۔ برصغیر کی تاریخ میں مذہبی مکاتب فکر کے علمی وفکری اختلافات کے اسباب ، مختلف علاقوں میں ان اختلافات کی نوعیت اور بریلوی مکتبہ فکر کے دلائل بھی ان فتاوی کے صفحات کی زینت ہیں۔ گویا یہ مجموعہ ہائے فتاویٰ برصغیر کے مناظرانہ ادب کا جائزہ لینے کے لئے بھی بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ کتب فتاوی امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کے وفورعلم کی شاہد و عادل بھی ہیں۔

ان فتاویٰ میں ایک کمال و خوبی یہ بھی ہے کہ فقہ کے خشک و ادق مضمون میں بھی ان مفتیان کرام نے نبی کریم ﷺ سے عشق و محبت کے نگینے پرو دیئے ہیں۔ گویا ان فتاویٰ کے ذریعے، شعوری طور پر آپ کی ذات اقدس سے والہانہ عقیدت و محبت کے جذبہ کی نمو کے لئے کوشش کی گئی ہے اور ہرمسلم اہل قلم کو یہ پیغام دیا ہے کہ اس کی تحریر کسی بھی موضوع پر ہو، تعلق و محبت نبوی کا یہ رشتہ فراموش نہ ہونے پائے۔ الغرض یہ کتب فتاویٰ بیسویں صدی عیسوی کی ایک علمی وفکری تاریخ ہیں، اس تاریخ سے آنے والے حالات کے لئے، علمی وفکری راہنمائی ملتی ہے۔

حواشی / حوالہ جات

(ا) اس مادہ کے الفاظ قرآن میں گیارہ جگہ استعمال ہوئے ہیں اور حدیث کی نو مشہور کتب جن کی فہرست سازی **المعجم المفهرس** میں کی گئی ہے بارہ مواقع پر فتیا کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ صحابہ میں سے ۱۳۰ سے زائد نے مختلف فتاویٰ دیئے ہیں۔ یہ تفصیلات مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی ''کتاب الفتاویٰ مطبوعہ کتب خانہ نعیمیہ دیو بند ۲۰۰۵ء کی جلد اول ص, ۲۱۸، ۲۲۰، سے لی گئی ہیں۔

(ب) احمد رضا خاں، الشیخ، فتاویٰ رضویہ جدید، رضا فاؤنڈیشن لاہور، ۲۰۰۶ء ص: ۱۲۴، ۱۲۵

۱۔ النساء ۱۷۶

۲۔ النحل :۴۴

۳۔ چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

ادب المفتي والمستفتي لا بن الصلاح ،صفة الفتویٰ والمفتي والمستفتي لا بن احمد ان، اعلام الموقعين لا بن القيم ،ادب الفتيا للسيوطي،ذخر المحتي من آداب المفتي للنواب صديق حسن خان بهوپالي، الفتویٰ في الاسلام لجمال القاسمي الشیخ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا رسالہ **اجلي الاعلام ان الفتویٰ مطلقاً علی قول الامام** ،جو فتاوی رضویہ جدید کی جلد اول کے صفحہ۱۰۳ ۔۲۳۸پر ہے ، بھی قابل مطالعہ ہے ۔

۴۔ فتاویٰ حامدیہ، زاویہ پبلشرز لاہور، ۲۰۰۴، ص ۱۰۳

۵۔ ایضاً: ص: ۴۲۴۔۴۴۸

۶۔ ضیاء المصطفیٰ قادری، تعارف فتاویٰ امجدیہ، دارالعلوم امجدیہ کراچی ۱۹۸۰ء ص: ز، س

۷۔ قمر القادری، فتاویٰ محدث اعظم، مکتبہ قادریہ فیصل آباد ۲۰۰۱، ص: ۲۸۔۲۹

۸۔ ملاحظہ فرمایئے فتاوی ملک العلماء، ص ۱۰۔۵۲

۹۔ فتاویٰ ملک العلماء ص: ۱۳۰ ۔۱۳۱

۱۰۔ ملاحظہ فرمایئے فتاویٰ ملک العلماء ص :۳۰۵، ۲۹۵

۱۱۔ فتاویٰ ملک العلماء ص: ۸۱۔۸۸

۱۲۔ فتاویٰ ملک العلماء، ص ۴۷۶، ۲۳۵، ۲۲۱، ۲۲۳، ۲۲۵

۱۳۔ فتاویٰ اجملیہ، شبیر برادرز لاہور، ۲۰۰۵ء مقدمہ الکتاب از محمد حنیف خاں رضوی جلد اول ص :۶۷۔۶۹

۱۴۔ فتاویٰ اجملیہ جلد ۲، ص :۴۳۹۔۴۶۷

۱۵۔ ایضاً جلد ۴ ص: ۶۵

۱۶۔ فتاوی مسعودیہ، حرف آغاز، از ڈاکٹر مسعود احمد، سر ہند پبلی کیشنز ، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص: ۱۰۔۱۱

۱۷۔ المائدہ: ۳۵

۱۸۔ فتاویٰ مظہری، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ۲۹۷۰ جلد ۲، ص: ۳۷۴

۱۹۔ ریاض الفتاویٰ، انجمن انوار القادری، کراچی، ۲۰۰۱ء، جلد اول ص: ۲۹۳۔۳۶۴

۲۰۔ ایضاً: جلد اول ص ۴۱۰۔۴۱۴

۲۱۔ مقدمہ حبیب الفتاویٰ، شبیر برادرز لاہور ۲۰۰۵ء تاثرات از مفتی حافظ محمد ایوب خاں ص ۶۳

۲۲۔ فتاویٰ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف مرتبہ محمد عبد السلام، دارالعلوم سلطانیہ، جہلم، ۲۰۰۳، ص :۳۳۹

۲۳۔ ایضاًص: ۳۳۶

۲۴۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں، فتاویٰ مصطفویہ ، ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی، مرتبہ مفتی خلیل خاں، ص:۲۸

۲۵۔ فتاویٰ مصطفویہ ص: ۳۸۷

۲۶۔ فتاویٰ نوریہ، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور، ۲۰۰۳ء، جلد اول، ص:۸۱
۲۷۔ ایضاً ص: ۶۱
۲۸۔ فتاویٰ نوریہ، جلد اول: ص۲۰۸
۲۹۔ ایضاً ص: ۱۲۵
۳۰۔ ایضاً ص: ۳۷۰۔۴۶۵
۳۱۔ جلد ۳' ص: ۵۳۵۔۵۶۲
۳۲۔ جلد۳ ص: ۵۶۲۔۵۶۷
۳۳۔ جلد۳' ص: ۵۶۸۔۵۷۸
۳۴۔ علامہ غلام رسول سعیدی کی رائے ملاحظہ فرمایئے، فتاویٰ نوریہ جلد اول ص: ۶۴
۳۵۔ فتاویٰ نوریہ کے تفصیلی تعارف کے لئے ملاحظہ فرمایئے۔ محمد الیاس اعظمی، فتاویٰ نوریہ ایک تقابلی مطالعہ، القلم پبلی کیشنز، لاہور' ۲۰۰۵ء
۳۶۔ جلد اول ص: ۳۵۲
۳۷۔ جلد اول ص ۵۱۷
۳۸۔ جلد اول ص: ۱۷۹
۳۹۔ ایضاًص: ۵۱۰
۴۰۔ جلد اول، ص: ۳۷۰
۴۱۔ ایضاً جلد ۳، ص: ۶۰۱
۴۲۔ جلد ۳ ص: ۳۳۰
۴۳۔ ایضاً، جلد ۲ ص: ۵۸۰
۴۴۔ تقریظ جلیل، حبیب الفتاویٰ، شبیر برادرز، لاہور، ۲۰۰۵، جلد اول ص :۵۶
۴۵۔ جلد ۴، ص: ۹۱۹، ۴۱۸
۴۶۔ جلد ۴، ص: ۳۹۳۔۴۸۵
۴۷۔ جلد ۳، ص: ۸۸۔۱۰۱
۴۸۔ دیکھئے سعیدی نعیمی مناظرہ جلد ۲، ص: ۳۴۲۔۳۷۰
۴۹۔ دیکھئے العطایا الاحمدیہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، جلد ۲، ص : ۳۰
۵۰۔ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے مفتی قاضی محمد ایوب کے فتاویٰ کا مجموعہ جسے مکتبہ جمال کرم لاہور شائع کر رہا ہے۔
۵۱۔ اس کا قلمی نسخہ جامعہ تبلیغ الاسلام فیصل آباد میں ہے۔
۵۲۔ ۸ جلدوں میں قطب مدینہ پبلشرز کراچی سے شائع ہو رہا ہے۔
۵۳۔ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کا ایک طالب علم ظفر اقبال آپ کے فتاوی پر ایم فل کی سطح کا تحقیقی کام کر رہا ہے، اس مقالہ کا عنوان ''عصری مسائل کے حل میں علامہ سید احمد سعید کاظمی کی آراء کا تحقیقی جائزہ'' ہے۔
۵۴۔ یہ فہرست فتاوی یورپ، ناشر، شبیر برادرز لاہور، ۲۰۰۶، ص: ۱۹، سے لی گئی ہے۔
۵۵۔ اس حوالہ سے مولانا مشتاق احمد شاہ الازہری کا مقالہ **الامام احمد رضا خان و اثرہ فی الفقہ الحنفی**، جو جامعہ ازہر میں ایم فل کی ڈگری کے لئے لکھا گیا، قابل مطالعہ ہے۔

☆☆☆☆☆